DAR-UL-IFTA
SADIQABAD
Allah Town Sadiqabad Dist: Rahim yar Khan

دارالافتاء صادق آباد
Dar-ul-Ifta Sadiqabad

دارالافتاء صادق آباد
الفلاح ٹاؤن صادق آباد
ضلع رحیم یار خان

استفتاء

جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ہمارے علاقہ میں لوگ پنچائت و جرگہ کے ذریعے فیصلہ کرواتے ہیں، جس میں بعض اوقات مالی جرمانہ بھی لگا دیا جاتا ہے، اہل جرگہ کہتے ہیں کہ اگر مالی جرمانہ نہ لگائیں تو لوگ جرائم سے باز نہیں آتے، اور ایسی صورت میں مالی جرمانہ وصول کر کے فریقِ مخالف کو دیا جاتا ہے اور اس میں سے کچھ رقم جرگہ والے بھی رکھتے ہیں، ایسے ہی بعض اوقات حدود و قصاص کے فیصلے بھی کئے جاتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ اس جرگہ اور اس میں کئے گئے فیصلوں کی شرعی حیثیت کیا ہے، نیز جرگہ والوں کا اجرت لینے سے متعلق کیا حکم ہے؟

مستفتی: ابو حارث

03008771195

الجواب حامداً ومصلیاً

(1)... بطورِ تمہید واضح رہے کہ جرگہ کی حیثیت شرعاً حَکَم کی ہے حاکم کی نہیں ہے، اور حدود و قصاص کے نفاذ کا اختیار حاکم کو ہے، حَکَم کو نہیں ہے، اور حَکَم ہر وہ شخص بن سکتا ہے جو قضاء اور شہادت کا اہل ہو، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے فرمایا: "وأهله أهل الشهادة"، اور ہندیہ میں ہے: "وشرط جوازه أن يكون الحكم من أهل الشهادة"، اور شہادت کا اہل وہ ہے جس میں درج ذیل شرائط پائی جاتی ہوں:

(1)... اسلام (یعنی وہ شخص مسلمان ہو)

(2)... عقل (عاقل ہو)

(3)... بلوغ (بچہ یا نابالغ نہ ہو)

(4)... آزاد ہو (غلام نہ ہو)

(5)... اندھا (نابینا) نہ ہو، (بلکہ بینا ہو)

(6)... محدود فی القذف نہ ہو، (یعنی اس پر حدِ قذف جاری نہ ہوئی ہو)

جیسا کہ شامی میں ہے:

وحاصله: أن شروط الشهادة من الإسلام والعقل والبلوغ والحرية وعدم العمى والحد في قذف شروط لصحة توليته،

Scanned by CamScanner

لہٰذا جس شخص میں مندرجہ بالا شرائط پائی جائیں وہ شہادت کا اہل ہے، اور وہ حَکَم بھی بن سکتا ہے۔

البتہ جہاں تک اپنے مسائل کے حل کے لئے جرگہ قائم کرنے اور فیصلہ کرنے کا تعلق ہے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ لوگوں کو اوّلاً تو اپنے مسائل کے لئے شرعی عدالت یا کسی قاضی کی طرف رجوع کرنا چاہئے تاکہ ان کے مسائل حل ہو سکیں، لیکن اگر کہیں کسی علاقہ میں قاضی یا کوئی عدالت میسّر نہ ہو یا وہاں تک ان کی رسائی نہ ہو تو اگر وہاں کا کوئی ایسا مقامی جرگہ ہو جو درج ذیل شرائط پر پورا اترتا ہو تو اس سے اپنے مسائل کے حل کے لئے رجوع کیا جا سکتا ہے، اس جرگہ کے لئے یہ شرائط ہیں:

(1)... اس جرگہ میں شامل افراد شہادت کے اہل ہوں۔ (یعنی ان میں وہ تمام شرائط موجود ہوں جو اوپر بیان کی گئی ہیں)

(2)... اس جرگہ کے ارکان دیندار، پڑھے لکھے، سمجھدار ہوں، متعلقہ مسائل شرعیہ سے فی الجملہ واقف ہوں، مگر بہتر یہ ہے کہ فیصلہ خود کرنے کے بجائے وہاں کے معتبر علماءِ کرام کی نگرانی یا سرپرستی میں اپنے فیصلے کریں۔

(3)... دونوں فریق حَکَم پر متفق ہوں۔

(4)... حدود و قصاص کے بارے میں فیصلہ نہ کریں، (بلکہ ایسے مسائل کیلئے عدالت سے رجوع کیا جائے)

نیز ان جرگہ والوں کا صرف وہی فیصلہ قبول کیا جائے گا جو شرعی گواہوں کے ساتھ شریعت کے مطابق کیا گیا ہو اور جو فیصلے غیر شرعی ہوں وہ کسی حال میں قبول نہیں کئے جائیں گے۔

(2)... واضح رہے کہ جرگہ میں لگایا جانے والا جرمانہ، تعزیر مالی ہے اور تعزیر مالی اگرچہ فقہاءِ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناجائز ہے لیکن امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک روایت اور بعض دوسرے فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مذہب کے مطابق مالی جرمانہ وصول کرنا جائز ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت کی تشریح بعض فقہاءِ کرام نے یہ فرمائی ہے کہ سلطان اور حاکم مجرم سے ازراہِ دھمکی جرمانہ اپنے پاس روک لے اور جب وہ تائب ہو جائے تو وہ جرمانہ اس کو واپس کر دیا جائے، اور اگر توبہ سے ناامید ہو جائے تو اس کو جس مصرفِ شرعی پر چاہے خرچ کر سکتا ہے، جبکہ بعض فقہاءِ کرام نے اس قول کو مطلق ذکر فرمایا ہے کہ حاکم اور سلطان مالی جرمانہ وصول کر کے بیت المال میں ڈال سکتا ہے۔

اس تفصیل کے مطابق اگر حاکمِ وقت یا عدالت مالی جرمانہ کا فیصلہ کر دے تو وہ نافذ ہو جائے گا، ایسے ہی وہ جرگہ جس کو سرکاری سرپرستی حاصل ہو مالی جرمانہ لگا سکتا ہے، لیکن ایسی صورت میں بھی فریقِ مخالف کے حقیقی نقصان کی حد تک ازالہ کر کے بچ جانے والی رقم شرعی مصارف پر خرچ کرنے کا پابند ہوگا، اس میں سے اپنی ذات کیلئے رکھنا یا فریقِ مخالف کو اس کے حقیقی نقصان سے زائد دینا جائز نہیں، نیز مقامی جرگے اور دیگر افراد یا نجی اداروں کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا ان کا مالی جرمانہ لگانا درست نہیں۔

دار الافتاء
صادق آباد

Scanned by CamScanner

(3)... پنچایت یا جرگہ کے تمام یا بعض افراد کے اُجرت لینے سے متعلق تفصیل یہ ہے کہ ایسا حَکَم جو کبھی کبھار لوگوں کے درمیان صلح یا فیصلہ کیلئے اپنا وقت فارغ کرتا ہو اور باقی اوقات میں اپنے کسبِ معاش میں مشغول رہتا ہو اس کیلئے فیصلوں پر اجرت لینا (خواہ فریقین کی رضامندی سے ہو یا جبر اً وصول کی جائے) کسی صورت جائز نہیں، البتہ اگر حَکَم نے اپنے آپ کو صرف فیصلوں کیلئے فارغ کیا ہوا ہو اور اس کا کوئی ذریعہ معاش بھی نہ ہو تو اپنی ضرورتِ معاش کے بقدر اتنی اجرت جو لوگوں کیلئے قابلِ برداشت ہو لینے کی گنجائش ہے۔

موجودہ حالات میں وہ زمیندار اور سردار جن کی بڑی بڑی جائیدادیں اور کاروبار ہیں نیز مہینہ میں ایک دوبار فیصلے کیلئے جمع ہوتے ہیں ان کیلئے کسی صورت اجرت لینا جائز نہیں۔

کمافی رد المحتار: 354/5

(قوله: وأهله أهل الشهادة.... ثم الضمير في أهله راجع إلى القضاء بمعنى من يصح منه أو بمعنى من يصح توليته كما في البحر. وحاصله: **أن شروط الشهادة** من الإسلام والعقل والبلوغ والحرية وعدم العمى والحد في قذف شروط لصحة توليته.

وفی بدائع الصنائع: 3/7

الصلاحية للقضاء لها شرائط (منها): **العقل**، (ومنها) **البلوغ**، (ومنها): **الإسلام**، (ومنها): **الحرية**، (ومنها): **البصر** (ومنها): النطق، (ومنها): **السلامة عن حد القذف**؛ لما قلنا في الشهادة، فلا يجوز تقليد المجنون والصبي، والكافر والعبد، والأعمى والأخرس، والمحدود في القذف؛ لأن القضاء من باب الولاية، بل هو أعظم الولايات، وهؤلاء ليست لهم أهلية أدنى الولايات - وهي الشهادة فلأن لا يكون لهم أهلية أعلاها أولى، **وأما الذكورة فليست من شرط جواز التقليد في الجملة؛ لأن المرأة من أهل الشهادات في الجملة، إلا أنها لا تقضي بالحدود والقصاص؛** لأنه لا شهادة لها في ذلك، وأهلية القضاء تدور مع أهلية الشهادة.

وفی الفقه الإسلامي وأدلته: 6250/8

المبحث الثالث التحكيم التحكيم: أن يحكم المتخاصمان شخصاً آخر لفض النزاع القائم بينهما على هدى حكم الشرع. **وقد دل على جوازه** قوله تعالى: {وإن خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكماً من أهله وحكماً من أهلها إن يريدا إصلاحاً يوفق الله بينهما} [النساء: 4/35] وعن أبي شريح قال: «يا رسول الله، إن قومي إذا اختلفوا في شيء فأتوني فحكمت بينهم، فرضي عني الفريقان، فقال له الرسول صلى الله عليه وسلم: ما أحسن هذا» وعمل الرسول بحكم سعد بن معاذ الذي اتفق مع يهود بني قريظة على تحكيمه فيهم. **وأجمع الصحابة على جواز التحكيم.**

ويشترط في المحكَّم أن يكون أهلاً للشهادة رجلاً كان أو امرأة، وأن تتوافر فيه هذه الأهلية وقت الحكم، وأن يكون الموضوع في غير الحدود والقصاص لاختصاص الإمام بالنظر فيها وفي استيفائها، **فيصح التحكيم في القضايا المالية وفي الأحوال الشخصية** من زواج وطلاق. ويلتزم المتحاكمان بقرار المحكم عند الحنفية والحنبلية.

Scanned by CamScanner

ولكل واحد الرجوع عن التحكيم قبل إصدار الحكم عند الحنفية. والراجح عند المالكية ألا يشترط دوام رضائهما حتى صدور الحكم، فإن رجعا معاً ولم يرتضياه قبل الحكم، فلهما ذلك. وإن رجع أحدهما فله ذلك عند سحنون، وليس له حق الرجوع عند ابن الماجشون.

واللہ اعلم بالصواب

ابوامامہ غفر اللہ لہ

دارالافتاء صادق آباد

18/ جمادی الثانی / 1441ھ بمطابق 13/ فروری /2020ء

دستخط : مفتی **محمد ابراہیم** صاحب دامت برکاتہم

الجواب صحیح

۲۰/۶/۱۴۴۱ھ

دارالافتاء صادق آباد — مفتی

دستخط : مفتی **طارق بشیر** صاحب مدظلہم

الجواب صحیح

۲۰/۶/۱۴۴۱ھ

دارالافتاء صادق آباد — نائب مفتی

دستخط : مفتی **احسن عزیز** صاحب مدظلہم

الجواب صحیح

۱۴۴۱/۰۶/۱۸

دارالافتاء صادق آباد — نائب مفتی

دستخط : مفتی **حماد اللہ نور** صاحب مدظلہم

دارالافتاء صادق آباد — فتویٰ نمبر 73/17 — مورخہ ۲۱/۶/۴۱

الجواب صحیح

ابوالحسن

۱۴۴۱/۰۶/۱۸ھ

دارالافتاء صادق آباد — نائب مفتی

نوٹ: ۱۔ جواب سوال کے مطابق ہے۔ صحت سوال کی ذمہ داری مستفتی پر ہے۔

۲۔ ادارہ کسی بھی قانونی وغیر قانونی کاروائی کی صورت میں کسی بھی قسم کا ذمہ دار نہیں اور نہ ہی فریق بنے گا۔

- Cell No: 0302-7002111
- 0344-3387879
- Whats App: 0302-7002111
- E-mail: shariainbiz@gmail.com

- دارالافتاء سے فرقہ وارانہ یا اختلافی مسائل کا جواب نہیں دیا جاتا۔
- خدمت بلا معاوضہ۔

Scanned by CamScanner